تنقید و تبصرہ

رفتارِ ادب

ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کا فوجی نظام

دار المصنفین اعظم گڑھ، سے یہ نادرہ کتاب ابھی حال میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے مرتب سید صباح الدین عبد الرحمٰن صاحب رفیق دار المصنفین ہیں۔ کتابت، طباعت، کاغذ، ہر چند مولانا مسعود علی ندوی کے حسن انتظام اور دار المصنفین کی روایات کے شایانِ شان۔ ضخامت ۵۰۰ صفحے کے قریب۔ قیمت آٹھ روپے۔

موضوع بڑا اچھوتا ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ سید صباح الدین صاحب نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ زمانہ کے ساتھ ساتھ جنگ کے انداز بھی بدلتے رہتے ہیں۔ پہلے تیر چلتے تھے اب راکٹ اڑتے ہیں۔ پہلے تلواریں چمکتی تھیں اب ایٹم بم پھٹتے ہیں۔ پہلے میدان جنگ کی زینت گھوڑوں اور ہاتھیوں سے تھی اب ٹینک اور دبابے دوڑتے ہیں۔ پہلے "مین پاور" فیصلہ کن حیثیت رکھتی تھی اب ایک مدقوق آدمی چشم زدن میں لاکھوں آدمیوں کا صفایا کر سکتا ہے۔ پہلے کشتیوں کا پل بنا کر فوجیں دریا پار کرتی تھیں اب آبدوزوں میں بیٹھ کر مورچے سر کرتی ہیں۔ حال اتنی تیزی سے ترقی کر رہا ہے کہ ماضی نظروں سے اوجھل ہوتا جا رہا ہے۔

لیکن حال اور ماضی میں جو غیر منفصل رشتہ ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ جس طرح آج کی ترقیوں پر نظر رکھنا ضروری ہے اسی طرح کل کی پسماندگیوں سے واقفیت بھی ناگزیر ہے۔ ماضی کی مہمیز ہی حال کو سریع السیر بناتی ہے۔

آج سے چند سو سال پہلے ہمارا طرز جنگ کیا تھا؟ جنگ کے مصطلحات و محاورات کیا تھے؟ اسلحہ کس قسم کے تھے اور ان کے نام کیا تھے؟ تعریف کیا تھی؟ جنگی مناصب کی نوعیت کیا تھی؟ مدارج کیا تھے؟ منصب داروں کے القاب کیا تھے؟ اسلحہ کی کتنی قسمیں تھیں اور ان کی نوعیت کیا تھی؟ سوار اور پیادے میدانِ جنگ میں کس طرح کا لباس پہن کر دشمن سے نبرد آزما ہوتے تھے؟ گھوڑے کیا کام کرتے تھے؟ ہاتھی کی اہمیت کیا تھی؟ ان کی افزائش نسل کے لیے جنگی

مقاصد کے ماتحت کیا وسائل اختیار کیے جاتے تھے؟ توپچی اور میر آتش کا کیا کام تھا؟ بحری بیڑے کس طرح حرکت میں آتے تھے؟ فوجیں کوچ کس طرح کرتی تھیں؟ جنگ کے میدان میں پرچم کی کیا اہمیت تھی؟ جنگ اور طبل جنگ میں کیا تعلق تھا؟ پڑاؤ کس طرح ہوتا تھا؟ میدان جنگ کا انتخاب کس اصول پر کیا جاتا تھا؟ جنگ سے پہلے وار کونسل (مجلس مشاورت) کس طرح منعقد ہوتی تھی۔ صفیں کس طرح ترتیب دی جاتی تھیں؟ آغاز جنگ کس طرح ہوتا تھا۔ محاصرہ کس طرح عمل میں لایا جاتا تھا؟ قلعوں سے کیا کام لیا جاتا تھا؟ دوران جنگ میں خبر رسانی کے ذرائع کیا تھے؟ چھاؤنیاں کس طرح عالم وجود میں آتی تھیں؟ —— اس طرح کے تقریباً تمام مباحث پر فاضل مرتب نے بڑی کاوش اور دیدہ ریزی کے ساتھ قابلِ قدر، مستند اور قیمتی مواد جمع کر دیا ہے۔ علمی، تاریخی، اور فنی حیثیت سے یہ کتاب اپنا ایک خاص مرتبہ رکھتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مصنف نے ہزاروں صفحے کھنگال کر یہ چند سو صفحے لکھے ہیں اور حتی الامکان کام کی کوئی بات نہیں چھوڑی ہے اور اس طرح اردو میں ایک یادگار اور قابلِ فخر کتاب کا اضافہ کیا ہے۔

ہاتھیوں کو روکنے کے لیے میدان میں جو آہنی کیلیں گاڑی جاتی تھیں یا بکھرا دی جاتی تھیں انہیں صرف "آہنی کیلوں" سے تعبیر کیا گیا ہے، حالانکہ اصطلاح میں انہیں "گوکھرو" کہتے ہیں۔

سازوسامانِ جنگ اور اسلحہ سے متعلق مصنف نے منجملہ اور کتابوں کے آئینِ اکبری سے بھی کافی معلومات اخذ کیے ہیں۔ اگر آئینِ اکبری سے لے کر وہ تصویریں بھی دے دی جاتیں جو اس میں ہیں تو نہ صرف کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جاتا بلکہ قارئین کی دلچسپی بھی بڑھ جاتی۔ اور وہ خود بھی ان چیزوں کے متعلق رائے قائم کر سکتے۔

جنگی داؤ پیچ سے متعلق بھی ایک باب اس کتاب میں ہونا چاہیے تھا۔

جنگی مصطلحات، محاورات اور خصوصیات سے متعلق اس کتاب میں جو مواد ہے وہ اپنی جگہ پر قابل قدر ہے۔ لیکن جس چیز نے اس کتاب کی افادیت، اور دلچسپی میں غیر معمولی اضافہ پیدا کر دیا ہے وہ ایسے تاریخی واقعات ہیں جو سلسلہ بیان و تمثیل میں بڑی عرق ریزی سے فاضل مصنف نے مختلف کتابوں سے لیکر جمع کر دیے ہیں۔ یہ واقعات حیرت انگیز بھی ہیں، معلومات آفرین بھی اور ناقابلِ فراموش بھی۔

ہر کتاب خانے میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ (رئیس احمد جعفری)